

☆ - شکر گزار بننے کا مجرب نسخہ - ☆

(نجات کی پکار نمبر: ۳۰)

شکر ان نعمت

ابو عبداللہ

(ہمارا عزم)

☆ سچائی کی پیروی ☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(Email:KHIDMAT777@GMAIL.COM)

بِسْمِ اللّٰهِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

ہم اپنے خالق یعنی منعم حقیقی کی ان گنت نعمتوں اور احسانات کے سائے تلے جی رہے ہیں۔ لیکن ہماری کوتاہ نظری نے ہمیں شکرگزاری کی بجائے ناشکری کی راہ پر چڑھا دیا ہے۔ اس ضمن میں حقیقتِ حال سے پردہ اٹھانا تاکہ بلندی نظر پیدا ہو اور کفرانِ نعمت کی بجائے شکرانِ نعمت کی توفیق نصیب ہو سکے، اس تحریر کا بنیادی مقصد ہے۔

نفسیاتی پہلو: شکرانِ نعمت یا کفرانِ نعمت، احسان مندی یا احسان فراموشی میں سے کس روش پر انسان رہے گا، نفسیاتی اعتبار سے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جب تک نعمتوں کی حقیقت سے آگہی اور تروتازگی نہ ہوتی رہے اور اپنا موازنہ اپنے سے نچلے طبقات سے نہ ہوتا رہے اس وقت تک نہ آنکھیں کھلتی ہیں اور نہ ہی شکر کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ جیسا کہ رحمتِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

”ایسے لوگوں کی طرف دیکھو جو (دنیا کے مال و اسباب کے لحاظ سے) تم سے نیچے

(کمزور) ہوں اور ان کی طرف مت دیکھو جو (مال و دولت میں) تم سے اوپر ہوں۔

اس طرح زیادہ لائق ہے کہ پھر تم اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری نہ کرو جو اس کی طرف

سے تم پر ہوئی ہیں۔“ (صحیح بخاری، کتاب الرفاق، صحیح مسلم، کتاب الزہد)

پس شکر پر رہنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہر شخص ہمیشہ اپنے سے نیچے لوگوں کو دیکھے: صاحبِ حیثیت غیر صاحبِ حیثیت لوگوں کو، امیرِ غریب کو، خوشحالِ مصائب میں گھرے ہوؤں کو، صحت مند بیمار کو دیکھے..... پھر جو صاحبِ حیثیت نہیں وہ اپنے سے مزید نچلوں کو، غریب مزید غربت کے ماروں کو، بیمار اپنے سے زیادہ بیمار کو دیکھے..... حتیٰ کہ ہر سطح پر ایسے لوگ بس رہے ہوتے ہیں جن سے نیچے بہت سے اور لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اس نسخہ پر کار بند رہنے سے انشاء اللہ ناامیدی، مایوسی اور کفرانِ نعمت سے نجات ملے گی اور زندگی سوکھی ہو جائے گی۔

ان گنت احسانات

خالق نے انسان پر کئے جانے والے احسانات طرف خود بھی توجہ مبذول کروائی ہے تاکہ ناشکری سے بچا جاسکے، ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (نحل: 16: آیت: 18)

”اور اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ کی نعمتوں کو تو شمار نہیں کر سکتے یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔“

اللہ کے ہم پر احسانات کا تفصیلی احاطہ کرنے کیلئے تو ضخیم کتاب درکار ہے۔ یہاں ہم اختصار سے صرف چند انتہائی ضروری پہلو بیان کریں گے، تاکہ حقیقت کا کچھ اندازہ ہو جائے۔

انسان کا اپنا وجود

دور جانے سے پہلے ہم اگر تھوڑا سا غور و فکر اپنی ذات پر ہی کر لیں تو احسان فراموشی سے تائب ہو کر اللہ کے روبرو سجدہ ریز ہو جائیں۔ آئیں انتہائی سطحی نوعیت سے اپنے آپ کے حوالے سے مختلف پہلوؤں پر سرسری سی نظر ڈال لیں:

ہم خود نہیں بنے: انسان زبان سے کہے نہ کہے اندر سے یہی خیال کرتا ہے کہ وہ ایک قدرتی عمل کے تحت خود بخود ہی بن گیا ہے۔ اگر ہمیں واقعتاً اس بات کا ادراک اور شعوری یقین ہو جائے کہ ہمارا ایک بال، ایک ناخن تک خود بخود نہیں بلکہ کسی کے بنانے سے بن رہا ہے، تو ہم اُس بنانے والے کے سامنے جھک جائیں۔ اس یقین تک پہنچنے کے بیشمار دلائل میں سے صرف ایک بات ہی ذہن میں رکھ لیں کہ اگر کوئی ہمیں یہ کہے کہ ایک کاغذ، قلم، پنسل، رسی..... وغیرہ بغیر کسی کے بنائے خود بخود ہی بن گئی ہے تو کیا ہم مان جائیں گے؟ پھر اگر کوئی کہے کہ ہوا کے جھکڑ چلنے سے کوڑا کرکٹ اکٹھا ہوا جس سے جہاز بن کر اڑنے لگا..... تو آپ کہیں گے اس کا دماغ چل گیا ہے اسے پاگل خانے میں داخل کروادیا جائے۔ تو کیا انسان کا وجود ایک کاغذ، قلم، پنسل یا رسی سے بھی زیادہ حقیر اور بے معنی ہے کہ اسے بنانے کیلئے کسی کی ضرورت نہیں.....؟ کیا انکار محض اس وجہ سے کہ ہمیں بنانے والا کوئی نظر نہیں آتا.....؟ خالق نے ناقد رانسان سے سوال کیا ہے:

﴿نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ﴾ (الواقعة: 56، آیت: 57)

”ہم نے ہی تم سب کو تخلیق کیا ہے پھر تم (اس حقیقت کی) تصدیق کیوں نہیں کرتے؟“

جس نے ہمیں بنایا ہو، ان گنت نعمتوں اور صلاحیتوں سے نوازا ہو، کیا ہمیں اسکا شکر گزار نہیں ہونا چاہیے.....؟

اس ضمن میں تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: ("تلاشِ خالق")

اس مشین کا چلنا: ہمارے وجود کی یہ انتہائی پیچیدہ مشین چل کیسے رہی ہے؟ اس پر تو تھوڑا سا غور کر لیں شاید بات بن جائے۔ ایک انسان کے سلامتی کے ساتھ صرف ایک گھڑی یا ایک دن ہی گزارنے کیلئے بے شمار عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ بہت سی چیزیں انفرادی اور اجتماعی طور اپنا فنکشن درست طور پر ادا کرتی اور باہم موافقت کرتی ہیں تو زندگی چل رہی ہے جیسے:

نوٹ: جن اعضا کا تعارف کرایا جانے لگا ہے انکی تفصیل اور گہرائی اتنی ہے کہ ہر عضو پر الگ سے کئی کئی کتابیں بن جائیں۔ جیسا کہ ہر عضو اور فیلڈ پر الگ الگ ہسپتال اور شعبے بنے ہوئے ہیں جہاں یہ اعضاء بنتے نہیں بلکہ انکی خرابیوں کی درستگی کی کوشش کی جاتی ہے۔

دماغ: ہمارا دماغ ہمارے پورے جسم کے اعضا اور انکے افعال کو کنٹرول کرتا ہے۔ دماغ کے مختلف حصے اگر ٹھیک طرح سے اپنا فنکشن نہ کریں تو پورے جسم کے اعضا اور افعال کا کام بری طرح متاثر ہو جائے مثلاً:

توازن بگڑنے سے چند ہی سیکنڈ میں ہم بیٹھے کھڑے گر جائیں، ہوش و ہواش قائم نہ رہیں۔ جسم پر جھٹکے آنے شروع ہو جائیں۔ ہر وقت پیشاب، پاخانہ خود بخود نکلتا رہے۔ نیند نہ آئے۔ بھوک لگنے یا نہ لگنے کا پتہ نہ چل سکے۔ سننے، دیکھنے، چھونے، چکھنے کی صلاحیتیں جاتی رہیں۔ یادداشت ختم ہونے سے آپکا زندگی بھر کا رکھا ہوا ڈیٹا سب صاف ہو جائے، آپ کو کچھ بھی یاد نہ رہے حتیٰ کہ ہر کام کرنے کے بعد آپ کو فوراً بھول جائے کہ آپ نے وہ کام کیا ہے یا نہیں..... وغیرہ۔ یہ سب کچھ کرنے کیلئے دماغ کا کمپیوٹر کتنا پیچیدہ ہوگا، اسکے اندر کتنے حسابی عوامل ہو رہے ہوں گے، کتنے کیمیائی عوامل ہو رہے ہوں گے، کتنا ڈیٹا اس کی ہارڈ ڈسک میں محفوظ ہو رہا ہوگا.....؟ کتنے لوگ ہیں جو دماغی بیماریوں کی وجہ سے ہسپتالوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ زندگی بھر صرف دماغ کے ٹھیک طور پر چلنے کا ہی شکر ادا کیا جائے تو کم ہے۔

دل: ہمارے جسم کی تعمیر جن اینٹوں سے ہوئی ہے انکا نام خلیہ (Cell) ہے۔ خلیہ اپنے اندر ایک دنیا سموئے ہوئے ہے۔ ان خلیوں کو زندہ رہنے کیلئے ہر وقت آکسیجن سمیت غذائی اجزاء کی سپلائی کی ضرورت ہے۔ یہ سپلائی دل کی دھڑکن سے خون کی گردش کے ذریعے دستیاب ہوتی ہے۔ اس کام کیلئے دل سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے مسلسل دھڑکتا جا رہا ہے۔ یہ پمپ کی طرح کام کرتے ہوئے ایک منٹ میں ۷۰ سے ۱۰۰ مرتبہ، ہر دن میں تقریباً ایک لاکھ مرتبہ دھڑکتے ہوئے صاف خون پورے جسم کو پریشر سے پہنچاتا اور جسم میں استعمال شدہ خون کو واپس لیتا ہے، اور اُسے صاف کر کے آکسیجن کی آمیزش سے دوبارہ تروتازہ خون پورے جسم کے ہر خلیہ تک پہنچاتا ہے تاکہ خلیے زندہ رہیں۔ دونوں قسم کے خون دل کے اندر ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ ضرورت کے مطابق دل کے تمام والوز (Valves) کھلتے اور بند ہوتے رہتے ہیں۔ جسم میں خون کی گردش کا نام زندگی ہے، اسکے رکتے ہی زندگی رک جائے۔ یہ نہ تھکتا ہے، نہ تھمتا ہے، نہ آرام کرتا ہے۔ کیا ہم نے نے بنایا اور چلایا ہے؟

”فرمادیتے کہ وہی (اللہ تو) ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے کان آنکھیں اور دل

بنائے، (اسکے باوجود بھی) تم بہت کم شکر کرتے ہو“ (الملک: 67: آیت: 23)

گردے: خون جب پورے جسم کے اربوں خلیوں میں سے گزرتا ہے تو بہت سارے زہریلے فاسد مادے اس میں شامل ہو جاتے ہیں، جنہیں خون سے الگ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے گردوں جیسا عظیم تحفہ عنایت فرمایا ہے۔ اس میں اتنے باریک (لاکھوں کی تعداد میں) فلٹرز ہیں کہ مالیکیول لیول پر فاسد مرکبات کو الگ کر کے پیشاب کی صورت میں خارج کر دیا جاتا ہے۔ اگر یہ زہریلے مادے خون میں ہی شامل رہیں تو کچھ ہی گھنٹوں بعد انسان کی طبیعت میں بے چینی قے سمیت بہت سی خرابیاں انسان کو گھیر کر جینا مشکل بنا دیں۔ اس عظیم نعمت کی قدر ان لوگوں سے پوچھیں جن کے گردے کام نہیں کرتے اور انہیں ڈیالسس کروا کے مشین کے ذریعے زہریلے مادوں کو خون سے الگ کروانا پڑتا ہے۔ اس ضمن میں بطور عبرت آج سے دو دن پہلے آنکھوں دیکھا واقعہ پیش خدمت ہے۔ مورخہ 10-10-2016 کو مسجد میں نماز فجر کے دوران میں نے ایک آدمی کو تکلیف میں دیکھا تو تیار داری اور حال احوال کیلئے اسکی طرف بڑھا۔ اس نے بتلایا کہ:

”کچھ عرصہ قبل زندگی بالکل نارمل گزر رہی تھی کہ اچانک بلڈ پریشر ہائی ہونے سے گردے فیل ہو گئے۔ ہفتہ میں تین دن ڈیالسس شروع ہو گیا۔ ڈیالسس کیلئے ہر دو دن بعد 4000 روپے لگتے، موٹے موٹے دوسوئے جسم میں کھبو کر چار گھنٹے کیلئے مشین پر چڑھا دیا جاتا، چار گھنٹے اس تکلیف کو سہنے کے بعد ڈیالسس مکمل ہوتا۔ سارا خون چار گھنٹے میں صاف ہو کر کلو سے ڈیڑھ کلو گندہ مواد خون سے الگ ہوتا۔ گھر آ کر بمشکل ایک آدھ دن ہی گزرتا تھا کہ خون میں مزید زیریلے مادوں کے دخول سے طبیعت پھر سے خراب (بے چینی، قے) ہونے لگتی۔ ایک سال اسی تکلیف میں گزارنے کے بعد بالآخر 20 لاکھ کا گردہ خرید کر تبدیل کروایا جس سے کچھ افاقہ ہے۔ اس شخص نے کہا اگر انسان ساری زندگی صرف گردوں کے ذریعے بغیر درد کے خون صاف ہونے پر ہی اللہ کا شکر ادا کرتا رہے تو کم ہے۔“

اگر کسی نے نصیحت پکڑنی ہو تو یہ ایک واقعہ ہی کافی ہے۔ یہ تو صرف ایک واقعہ ہے، ہسپتالوں میں جا کر دیکھیں کتنے لوگ ایسی مشینوں پر چڑھے ہوئے ہیں۔ پھر بھی اگر کوئی ناشکری کرے تو اس پر افسوس ہے۔
جگر: اگر خدا نخواستہ جگر کام کرنا چھوڑ دے تو اسکی پیوند کاری کیلئے دو لوگوں کا انتہائی 'Serious' آپریشن ہوگا۔ ایک آدمی کے جگر کا کچھ حصہ کاٹ کر دوسرے کو لگایا جائے گا۔ اس کام کیلئے تقریباً ستر اسی لاکھ لگ جائیں گے اور تکلیف اور ذلت الگ، اسکے باوجود بھی کوئی گارنٹی نہیں۔

نظام انہضام: لقمے کے ہضم ہو جانے میں بڑا ہی پیچیدہ نظام کار فرما ہے۔ منہ، معدہ، جگر، بلبہ، چھوٹی اور بڑی آنت اس میں حصہ لیتے ہیں۔ سب سے پہلے غذا کو کاٹنا پھر اسے پیسنا اور گوندنا ہے۔ سامنے والے دانت کاٹنے کیلئے، پیچھے والے پیسنے کیلئے موزوں بنائے گئے ہیں۔ زبان لقمے پر لعاب چھڑکتی اور اسے گھماتی ہے تاکہ آگے جانے کے قابل ہو جائے۔ گلے میں خوارک اور سانس کی نالیوں کے منہ ساتھ ساتھ کھلتے ہیں۔ جو نہی لقمہ گلے کی طرف دھکیلا جاتا ہے ایک ڈھکن (اپی گلاٹس) فوراً سانس کی نالی کا منہ پوری طرح بند کر دیتا ہے تاکہ لقمہ سانس کی نالی میں چلا جائے۔ لقمہ آگے جانے کے بعد فوراً کھل بھی جاتا ہے تاکہ سانس بھی بحال رہے۔ پورا لقمہ تو بہت بڑی بات ہے چند ذرات ہی سانس کی نالی میں چلے جائیں تو موت واقع ہونے لگتی ہے۔ یوں ایک لقمہ سانس کی نالی میں جا کر

ہمیں مارنے کیلئے کافی ہے۔ جن لوگوں کے اس ڈھکن کے کھلنے اور پوری طرح بند ہونے میں خرابی ہے ذرا ان سے پوچھ کر دیکھیں، وہ کہیں گہ دنیا کی سب سے بڑی نعمت یہی ہے کہ لقمہ سانس کی بجائے کھانے کی نالی میں چلا جائے۔ بلکہ ایسے لوگوں کو کھانے سے خوشی کی بجائے کھانے سے ڈر لگتا ہے۔

کھانا بالآخر معدے میں چلا جاتا ہے جو اسے مزید پیس کر اس پر بہت سے کیمیائی عوامل کر کے اسے چھوٹی آنت کی طرف دھکیل دیتا ہے جہاں لبلبہ ہاضمے کیلئے کچھ مزید کیمیائی مرکبات داخل کرتا ہے۔ اسکے بعد کھانا بہت ہی خاص نظام کے تحت کچھ چھوٹی آنت میں اور کچھ بڑی آنت کی دیواروں کے ذریعے خون میں شامل ہو جاتا ہے اور خوراک کے بے کار مادے پاخانے کی صورت میں ایک خاص نظام کے تحت باہر خارج کر دیے جاتے ہیں۔ معدے سمیت نظام انہضام کے کسی بھی حصہ میں خرابی واقعہ ہو جائے تو زندگی اجیرن ہو جائے۔

ان سب نعمتوں پر کیا ہمیں نافرمانی و غفلت سے تائب ہو کر اللہ رب العالمین کے روبرو جھک نہیں جانا چاہیے....؟

مزید یہ کہ: اگر آنکھیں نہ ہوتیں تو ہم دیکھ نہ سکتے۔ ہاتھ نہ ہوتے تو چیزیں پکڑ نہ سکتے، ہاتھ ہونے کے باوجود اندرونی جلد پکڑنے کی مناسبت سے ڈیزائن (سخت اور کھردری) نہ ہوتی تو پکڑ نہ سکتے۔ پاؤں نہ ہوتے تو ہم چل نہ سکتے بلکہ پاؤں ہونے کے باوجود پیچھے بڑھی ہوئی ایرٹھی نہ ہوتی تو چلتے ہوئے پیچھے گر جاتے۔ دومنٹ سانس کے ذریعے آکسیجن کی سپلائی بند ہو جائے تو موت واقع ہو جائے، اس کام کیلئے سانس لینے کے دو راستے منہ اور ناک کا (Redundant) سسٹم اور آکسیجن الگ کرنے کیلئے پھیپھڑے کس نے بنائے؟۔ اللہ نے گویائی کا سسٹم نہ دیا ہوتا ہو تو بول نہ سکتے۔ کان نہ ہوتے تو سن نہ سکتے۔ اللہ بھوک لگنے کا سسٹم نہ رکھتا یا ذائقہ کے خلیے نہ دیتا تو زندگی بے مزہ ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف جسامت کی 206 ہڈیاں ہمارے جسم میں بنائیں اور ان میں حرکت کیلئے جگہ جگہ جوڑ (Bearings) بنائے اور انہیں چکناہٹ (Lubricant) مہیا کی تاکہ رگڑ سے بچ سکیں۔ اگر یہ موزوں ترین ہڈیوں کا ڈھانچہ نہ ہوتا تو ہم نہ کھڑے ہو سکتے، نہ بیٹھ سکتے، نہ چل سکتے، نہ جسم کو حرکت دے سکتے، نہ کسی چیز کو پکڑ سکتے بلکہ گوشت کے لوٹھڑے کے ساتھ زندگی لیٹ کر

گزار دیتے..... پھر ان مادی چیزوں کے علاوہ وہ غیر مرعی چیز جس کے جسم میں موجود ہونے سے زندگی ہے یعنی 'روح' اسے اللہ جسم سے نکال لے تو سب اعضاء ٹھیک ہوتے ہوئے بھی ہم ڈھیر ہو جائیں۔ بجلی چلی جائے تو بجلی پر چلنے والی ہر شے اسی جگہ پر رک جائے۔

افسوس کہ سرتاپا اللہ کی عظیم نعمتوں میں ڈوبا ہوا انسان اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلائے گا؟

﴿فَبَايَ الْآلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝﴾ (الرحمن: 56)

”تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟“

انسان کی بے بسی

اللہ کو بھول کر زندگی گزارنے والا اور زمین پر تکبر کرنے والا انسان کتنا بے بس اور عاجز ہے ذرا ملاحظہ کر لیجئے:

”دومنٹ کیلئے سانس رک جائے تو مر جائے۔ سانس کی نالی کو بند کرنے والا ڈھکن (اپنی گلاٹس) ٹھیک کام نہ کرے تو انسان ذلیل ہو جائے۔ منہ میں لعاب کی کمی سے گلہ خشک ہونے سے ہی موت واقع ہو جائے۔ گردے خون کی صفائی نہ کریں تو انسان ذلیل و خوار ہو جائے۔ بولنے یا کھانا کھانے کے دوران حرکت کرتی ہوئی زبان کو اللہ اگر تیز دانتوں سے نہ بچائے تو دانتوں کے نیچے آ کر کٹ جائے۔ آنکھوں کی حفاظت کیلئے اللہ اگر پتلیوں کی شکل میں کور نہ بناتا تو اور آنکھوں کو گہرائی کے گڑھوں میں نہ فٹ نہ کرتا تو بہت جلد انسان آنکھوں سے محروم ہو جاتا۔ رگڑ سے بچانے کیلئے آنکھوں سے اگر پانی آنکھوں کو چکدار نہ رکھتا تو انسان آنکھوں سے فارغ ہو جاتا، اور یہ پانی اگر ضرورت سے زیادہ مقدار میں خارج ہوتا تو ہر وقت اسے ہی پونچھتا رہتا۔ دل اگر پسلیوں کے مضبوط حصار کے نیچے نہ رکھا ہوتا تو ہمارا کیا بنتا؟۔ جسم میں موجود کیمیائی عناصر کی مقدار ضرورت سے کم زیادہ ہو جائے یا گردش کے دوران خون کہیں رک جائے تو شدید درد اور کئی تکلیفیں شروع ہو جائیں۔ کٹ لگنے پر اللہ اگر خون کو روکنے والا سسٹم نہ رکھتا تو زندگی کتنی مشکل ہو جاتی۔؟ زمین کی کشش ثقل ہی ختم ہو جائے تو ہم یوں فضاء میں گم ہو جائیں کہ ہمارا

نشان بھی نہ ملے۔“

کیا یہ باتیں صداقت پر مبنی نہیں؟ تو پھر انسان کس چیز پر تکبر کرتا ہے اور اپنے خالق کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھولے ہوئے غافل انسان کو بڑے محبت بھرے انداز میں یاد دہانی کروائی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ، الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوِّكَ

فَعَدَلَكَ، فِي آيٍ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ﴾ (الانفطار: 82، آیت: 8-6)

”اے انسان! آخر کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم سے بہکا دیا ہے۔ وہی تو ہے جس نے

تجھے پیدا کیا، پھر سنوارا، پھر درست اور برابر کیا۔ پھر جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا“

وہ خالق ہو کر اس انداز میں دعوت دے اور ہم مخلوق ہو کر سرتاپا اسکی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے اس پروردگار سے غافل رہیں سمجھ سے باہر ہے۔!

کتنے لوگ! صحت و تندرستی کی عظیم نعمت والے لوگ ذرا اپنے گرد و نواح اور ہسپتالوں کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کتنے لوگ مختلف خطرناک تکلیف دہ بیماریوں: فالج، ہارٹ اٹیک، کینسر (خون، دل، دماغ، جلد اور جسم کے دیگر تمام اعضاء کا)، جگر گردوں کا فیل ہونا، دماغ سمیت جسم کے اندر کہیں بھی خاموش رسولیوں کا بننا، معدہ، ناک، کان، گلہ، آنکھ، جلدی بیماریاں..... وغیرہ کے دردناک مسائل میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کو اللہ نے ان مصائب سے بچایا ہوا ہے تو فوراً اسکی شکر گزاری میں آجائیے۔ آخرت کو سنجیدہ لیں، دین سمجھنے کیلئے وقت نکالیں۔

خارجی دنیا

امید ہے اپنے وجود کا ہلکا سا ادراک تو ہمیں ہو ہی گیا ہوگا۔ اب انتہائی اختصار سے اپنی ذات کے باہر اللہ کی دیگر نعمتیں جو ہمارے استعمال میں ہیں ذرا انہیں بھی ذہن نشین کر لیں:

ہماری پیدائش اور نشوونما کیلئے والدین اور ہدایت و رہنمائی کیلئے انبیاء و رسل علیہم السلام کا انتظام کس نے کیا؟ ہمارے وجود کی بقا کیلئے ہوا جسے ہم مسلسل کھا رہے ہیں وسیع پیمانے پر کس نے دستیاب کی؟ سورج جس سے زندگی وابستہ ہے اسے کس نے بنایا اور چلایا؟ پانی کے بغیر ہم چند روز میں مر جائیں وہ کس نے مہیا کیا؟ زمین پر موزوں کشش ثقل، درجہ حرارت سمیت ضروریات زندگی کی ہر شے کہ ہم زمین پر بس سکیں کس نے مہیا کی؟ غذا کیلئے طرح طرح کی اجناس، سبزیاں، پھل زمین

کی مٹی سے کس نے اگائیں؟ بیماریوں کے علاج کیلئے جڑی بوٹیاں اور مختلف عناصر کس نے مہیا کئے؟ انہیں مختلف انداز سے استعمال کرنے کی ذہانت انسان کو کس نے دی؟ پرندے جانور اور مچھلیاں غذا اور دیگر فوائد کیلئے کس نے بنائے اور انسان کے تابع کئے؟ درختوں سمیت دھاتیں: سونا، چاندی، تانبا، پیتل، لوہا..... جن کے استعمال سے روزمرہ کی بے شمار چیزیں: فرنیچر، گاڑیاں، گھر..... ہم بناتے ہیں کس نے دستیاب کیں؟

افسوس ہے انسان پر کہ وہ ان سب چیزوں کو بے دھڑک استعمال بھی کرتا جائے اور جس نے یہ سب کچھ دیا ہے اس سے بھی غافل رہے۔ مزید اصلاح کیلئے اس ضمن میں درج ذیل آیات کے تراجم پر غور فرمائیں شاید آنکھیں کھل جائیں:

ترجمہ: ”اور وہی ہے (اللہ) جس نے برسایا آسمان سے پانی، پھر اگائے اسکے ذریعے سے ہم نے نباتات ہر قسم کے، پھر پیدا کیے ہم نے اس سے سرسبز کھیت، نکالتے ہیں ہم اس میں سے دانے تہ بہ تہ اور کھجور کے درخت میں سے اس کے خوشوں کے گچھے نیچے جھکے ہوئے اور باغات انگور کے اور زیتون کے اور انار کے، ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور خصوصیات میں جدا جدا۔ غور سے دیکھو اسکے پھل کو جب وہ پھل لائے اور اسکے پکنے کی کیفیت کو (یعنی کچا کر ڈوا پھل کس طرح خوش ذائقہ مٹھاس میں تبدیل ہو جاتا ہے) بے شک ان چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھنے والے ہیں“۔ (سورہ انعام: 6، آیت: 99)

ترجمہ: ”اسی نے چوپائے پیدا کیے جن میں تمہارے لیے گرمی کے لباس ہیں اور بھی کئی فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو اور ان میں تمہاری رونق بھی ہے..... وہ اور ابھی ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں۔“ (سورہ النحل: 16، آیت: 5-8)

ترجمہ: ”تم کیسے اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو حالانکہ تم محض بے جان تھے پھر اس نے تمہیں زندگی بخشی، وہی پھر تمہیں موت دے گا، پھر زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ وہی تو ہے جس نے تخلیق کیا تمہارے لئے وہ سب کا سب جو زمین میں ہے،

پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف سو درست بنا دیئے سات آسمان اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے

والا ہے، (سورۃ البقرہ: 2، آیت: 28-29)

کو تاہ نظری کا نتیجہ: کو تاہ نظر انسان چونکہ حقیقت سے دور ہوتا ہے۔ اسکی نظر سے مذکورہ تمام نعمتیں تو اوجھل ہی رہتی ہیں البتہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ مجھے دنیا میں کیا نہیں ملا۔ مال و دولت، عمدہ رہائش، گاڑی، سٹیٹس..... وغیرہ کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے۔ اگر ان میں کمی ہو تو اللہ پر شکوہ کرتا ہے کہ مجھے اللہ نے دیا ہی کیا ہے؟ حالانکہ اپنے وجود اور صحت و تندرستی سمیت ہزاروں اللہ کی نعمتیں جنہیں وہ ہر وقت استعمال کر رہا ہوتا ہے انہیں فراموش کئے رہتا ہے۔ اور تو چھوڑ دیتے سانس کا اندر جا کے آسانی سے باہر نکل آنا ہی اللہ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ اسی کا ہی شکر ادا نہیں کیا جاسکتا۔!

شکر کا مطلب؟ اگر بات سمجھ آگئی ہے تو یقیناً آپ میں یہ خواہش پیدا ہو چکی ہوگی کہ یہ سمجھا جائے کہ شکر سے کیا مراد ہے؟ شکر زبان، دل اور عمل سے ہے۔ زبان سے اللہ پر شکوہ اور ناشکری کے کلمات سے بچنا، دل سے بھی اسکا مشکور رہنا اور سب سے بڑی بات یہ کہ: اپنے عمل سے شکر گزاری کرنا۔ یعنی ترجیح کے ساتھ زندگی فوراً اللہ کے قانون کے تابع کر لینا۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں اور صلاحیتوں کو مقصدِ حیات کیلئے کھانا۔ جن کاموں سے اللہ نے منع کر دیا ہے انکے قریب بھی نہ پھٹکنا اور جن کا حکم دیا ہے انہیں سمجھنا اور زندگی کا حصہ بنانا۔ پوری طرح شکر پر آنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ:

(۱)۔ دین کو سیکھنے بالخصوص قرآن فہمی کیلئے وقت نکالا جائے، (۲)۔ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو خوشدلی سے اپنے جسم پر لاگو کیا جائے، (۳)۔ انہیں دوسروں تک پہنچانے کیلئے حتی الامکان کوشش کی جائے۔ ان تین باتوں کو ملحوظ رکھنے سے انشاء اللہ شکر کی توفیق نصیب ہو جائے گی۔

مصائب و آلام: رہے وہ لوگ جو عارضی زندگی کے مصائب و آلام (پیماری و تنگدستی) میں گھرے ہوئے ہیں وہ شکر پر آنے کیلئے:

(۱)۔ صبر اختیار کریں، (۲)۔ عافیت کی دعا اور دعا کریں، (۳)۔ اپنے سے زیادہ مشکلات والوں کو دیکھیں اور (۴)۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس بات کا یقین دل میں بٹھائیں کہ یہ دنیا کی زندگی بہت

عارضی ہے، یہ امتحان گاہ ہے، ہم آخرت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں، یہاں ہر ایک کا امتحان ہو رہا ہے کسی کا آسانی سے کسی کا مشکل سے۔ بالآخر تندرست بیمار، تنگدست خوشحال سب نے فوت ہو کر حساب کتاب کیلئے رب کے روبرو پیش ہو جانا ہے۔ ان شاء اللہ ان باتوں کو ملحوظ رکھنے سے صبر، سکون اور شکر نصیب ہو جائے گا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر:

(پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل)

پیارے ساتھیو! آئیں ہم کفران نعمت نہ کریں اور حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو کام اللہ جل جلالہ اور اسکے پیارے حبیب ﷺ کو ناپسند ہیں، انہیں مکمل طور پر ترک کرنے کا پختہ عہد کریں اور جو کام اللہ اور رسول ﷺ کو پسند ہیں انہیں اپنانے کا جلد از جلد پختہ فیصلہ کر لیں۔ مراد کو پانے کیلئے یہ فیصلہ آپ نے خود کرنا ہے اپنی مرضی اور آزادی سے، اسی زندگی میں موت سے پہلے پہلے۔ اللہ ہمیں مرنے سے پہلے شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)



سچی رہنمائی (Pure Guidance)

پمفلٹ (Pamphlets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم تحاریر کی بجائے پمفلٹ کی شکل میں زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر

1	ہماری حقیقت (نفس اور روح)	2	دین کی اصل (حصہ اول، دوم)
3	ایمان کی مختلف حالتیں	4	ہدایت پر ضروری معلومات
5	اصل اور جواز	6	تطبیق: ہدایت کیلئے ناگزیر
7	قرآن سے رہنمائی پر ایک بڑی غلط فہمی	8	قرآن فہمی کی اہمیت
9	جزوی اسلام کا نتیجہ	10	توبہ اور بخشش کا قرآنی ضابطہ
11	قتل ناحق (ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ)	12	قلب کی حالتیں
13	اخروی زندگی کی جھلک	14	ابدی زندگی کی حسرتیں
15	فریضہ دعوت و اصلاح	16	جہاد (زیر تحریر)
17	انفاق فی سبیل اللہ	18	زندگی کیا ہے؟
19	موت کو دریافت کرنا	20	ترکیہ و تقویٰ
21	سکون کے ذرائع	22	نظروں سے اوجھل بے عدلی کی شکلیں
23	خضاب کی شرعی حیثیت	24	اختلاط: نوجوان نسل کیلئے بڑی آزمائش
25	ابلیس انتہائی مکار دشمن	26	صحبت و ماحول کا جادو
27	غایتِ صلوة (نماز کا مقصد)	28	تقویٰ کے مقابلے میں مال و اسباب کا دھوکہ
29	کامیاب خود اردنیادوی زندگی کا راستہ	30	شکر ان نعمت

﴿ آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں ﴾



نوٹ: دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کو واضح کیا جائے۔ لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔ اسلئے جو بھی کوئی خطا ہوئی ہوگی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہوئی ہوگی۔ لہذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔